شمس العارفین

Shamsul Arfin

Guest Faculty

Department of Urdu

Raja Singh College Siwan

Online Study material for B.A Part 2

Paper 3

سر سیّد اور اردو ادب

سرسید احمد خان ایک ایسی شخصیت اور معتبر روایت کا نام ہے جس نے قومی اور ملی زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری رہبری اور رہنمائی کی اور اس کی اصلاح و ترقی کا سامان کیا ۔سرسید نے اپنی بھرپور صلاحیتوں کا استعمال کر کے قوم میں حوصلہ مندی اور ترقی کے جذبات اس وقت پیدا کیے جب انگریزوں کے ظلم و جور کا بازار گرم تھا اور مسلمان بن کے جینا دشوار تھا۔مذہب ،معاشرت ، ادب، سیاست ---زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو سرسید کی توجہ سے محروم رہا ہو لیکن وہ ہے جسے سرسید کی نظر التفات نے مٹی سے سونا بنا دیا وہ اردو ادب اور خاص طور پر اردو نثر ہے۔ اردو شاعری کو انہوں نے خوشامد مبالغہ آرائی اور عشق و عاشقی کے فرضی کے سوز سے لبریز پایا۔نثر کی حالت اس سے بھی سقیم نظر آئی ۔ یہاں عبارت آرائی، لفاظی اور تکلف و تصنع کی کار فرمائی کے سوا کچھ نہ دکھائی دیا ۔ ایک نثر نگار ہونے کی حیثیت سے انہوں نے عملی قدم اٹھایا اور دیکھتے ہی دیکھتے اردو نثر کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا۔ انہوں نے مضامین لکھے، کتابیں تصنیف کیں، رسالہ و اخبار جاری کیے ،خود لکھا دوسروں سے بھی لکھوایا اور ادب کو جو محض وقت گزاری اور دل بہلانے کا ذریعہ تھا ، قومی ترقی کا وسیلہ اور

قومی امنگوں کا ذریعہ بنایا۔ آسمانوں میں پرواز کرنے کے بجائے اسے دھرتی پر قدم رکھنا سکھایا۔ مختصر یہ کہ سرسید نے اردو نثر میں ایسی قوت و توانائی پیدا کر دی کہ وہ ہر طرح کے مضامین ادا کرنے پر قادر ہو گئی ۔

سرسید کی تصنیفی زندگی کم و بیش ساٹھ سالوں پر پھیلی ہوئی ہے ۔جب سرسید احمد۲۰ برس کے تھے تو ان کے بھائی سید محمد خاں نے سیدالاخبار جاری کیا ۔ یہیں سے انہیں لکھنے کا شوق پیدا ہوا اور آخری وقت تک جاری رہا۔ان کی پہلی اہم کتاب "آثار الصنادید" پہلی بار 1847 میں شائع ہوئی ۔یہ دہلی کی قدیم عمارات و اشخاص کے بارے میں ہے ۔ پہلے زبان مشکل تھی پھر آسان زبان میں لکھی گئی۔ رسالہ "ابطال غلامی" میں ثابت کیا کہ اسلام نے غلامی کا خاتمہ کیا۔"اسباب بغاوت ہند" میں 1857 کی بغاوت کے اسباب بیان کیے۔ "تاریخ ضلع بجنور" میں اس ضلع کی حالات بیان کئے ۔ اسکے علاوہ بھی سر سید نے بہت سی کتابیں لکھیں،مقالات لکھے اور تقریریں کیں۔

۱۸۶۴ میں سائنٹیفک سوسائٹی اس مقصد سے قائم کی کہ اہم مصنفین کی کتابیں اردو میں منتقل کی جائیں۔ دوسرا یہ مقصد پیش نظر تھا کہ ملک میں سائنس کا ذوق پیدا کیا جائے۔ سوسائٹی کے زیر اہتمام لیکچروں کا بندوبست بھی کیا جاتا تھا اور آلات کی مدد سے سائنسی تجربات کرکے دکھائے جاتے تھے ۔ جدید تعلیم اور سائنس کو فروغ دینے کی یہ کوشش قابل قدر تھی۔۱۸۸۶ میں سوسائٹی کی طرف سے ایک اخبار "انسٹی ٹیوٹ گزٹ" کے نام سے نکالا گیا جو شروع میں ہفت روزہ تھا پھر سہ روزہ ہو گیا۔

تہذیب الاخلاق نے سرسید کی اصلاحی تحریک کو فروغ دینے میں نہایت اہم رول ادا کیا۔ اس کے علاوہ اس رسالے کا ایک بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آسان، عام فہم اردو نثر کو جس میں علمی خیالات بہ آسانی ادا کیے جا سکیں عام کیا۔ اس زمانے میں سرسید کے مخالفین کی طرف سے اس کا ترکی بہ ترکی جواب دیا جاتا۔ سرسید پھر اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کرتے اور مخالف پھر اس جواب کا جواب دیتے۔ اس طرح قلم برداشتہ اردو نثر لکھنے کا رواج ہوا۔ اردو میں توانائی پیدا ہوتی چلی گئی۔سرسید اور ان کے مخالفین دلائل سے ایک دوسرے کو قائل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس لئے استدلالی نثر کو خوب فروغ ہوا۔

سرسید نے مختلف موضوعات پر مقالات لکھے۔ جن میں کچھ چھوٹے چھوٹے رسالوں کی شکل میں شائع ہوئے اور باقی الگ الگ جلدوں میں موضوع کے اعتبار سے ترتیب دے کر شائع کر دیئے گئے۔سر سید کے بہت سے مقالات مذہب و تعلیم سے متعلق ہیں لیکن سب سے زیادہ مقالات سماجی عیوب اور ان کی اصلاح سے متعلق ہیں۔ مثلاً کھانا کس طرح کھانا چاہیے، گفتگو کے آداب کیا ہیں، کاہلی،خوشامد،تعصّب ،خود غرضی سے انسان میں اورپھر سوسائٹی میں کیا خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ "امید کی خوشی" اور "گزرا ہوا زمانہ" بھی اسی طرح کے مضامین ہیں۔ لیکن انداز بیان بہت شگفتہ ہے۔ اسی لیے بعض لوگوں نے انشائیہ کا نام دیا ہے۔